باب: 07

عبداللہؓ ابن عباس

(619 - 688 AD)

عبداللہؓ ابن عباس، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں۔ عبداللہ نام اور ابوالعباس کنیت ہے۔ والد کا نام عباس اور آپ کی والدہ کا نام اُم الفضلؓ ہے۔ آپ مکہ کی ایک تاریخی گھاٹی "شعب ابی طالب" میں پیدا ہوئے۔ آپ کو یہ اعزاز ملا کہ پیدائش پر رسول کریمؐ نے اپنا لعاب دہن چٹایا اور آپ کے لیے دعا فرمائی کہ "اللہ اسے اچھا ذہن، دین کی سمجھ بوجھ اور تاویل کا علم عطا فرمائے"۔ بعد میں بھی مختلف موقعوں پر آنحضورؐ آپ کو یہی دعا دیا کرتے۔ عبداللہؓ کی والدہ ابتدائے اسلام ہی میں دینِ اسلام سے مشرف ہو چکی تھیں اس لیے ہوش سنبھالتے ہی عبداللہؓ بھی نورِ ایمان سے منور ہو گئے۔ آپ نہایت متین مزاج کے مالک تھے۔

آنحضرتؐ کے وصال کے وقت عبداللہؓ بن عباس صرف 13 برس کے تھے۔ لیکن شعور کے ابتدائی ایام جس قدر بھی میسر آئے آپ نے اس کا ہر لمحہ آنحضرتؐ سے کچھ نہ کچھ سیکھنے میں لگایا۔ آنحضورؐ آپ کی محبوب ترین شخصیت تھی۔ چناں چہ آپ ہر وقت آنحضرتؐ کے ساتھ رہتے۔ آپؐ کے ذاتی کام کرتے۔ سفر میں بھی سائے کی طرح آنحضورؐ کے ساتھ لگے رہتے۔ یوں، صحبت نبویؐ سے آپ نے بہت کچھ سیکھا۔ البتہ باقاعدہ تعلیم آپ کو اُس وقت کے جید صحابہ کرامؓ سے حاصل ہوئی۔ چونکہ سیکھنے کا بہت شوق تھا اس لیے آپ اپنے بڑوں سے مستقل سوال کیے جاتے اور اپنی معلومات میں اضافہ کرتے۔ فطرتاً ذہین بھی تھے اس لیے آپ نے بہت جلد مروجہ علوم و فنون میں مہارت حاصل کر لی۔

اپنی محنت کے ساتھ ساتھ، نبیؐ کی دعاؤں کا بھی اثر تھا کہ عبداللہؓ ابن عباس بڑے ہو کر ایک بلند پایہ مدبر اور ممتاز عالم دین ہو گئے۔ آپ، مفسر قرآن اور راویٔ حدیث ہوئے۔ آپ سے 2660 صحیح احادیث مروی ہیں۔ آپ کی روایت کردہ تمام احادیث، امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے جمع کی ہیں۔ آپ علوم و معارف کی زندہ کتاب سمجھے جاتے تھے۔ مذہبی علوم کے علاوہ آپ کو شعر و ادب کا بھی گہرا ذوق تھا۔ آپ کی تقریریں نہایت دل نشین ہوتیں، جس پر حاضرین کی زبانوں سے بے اختیار مرحبا نکل جاتا۔ حضرت عمرؓ آپ کی ذہانت اور ذکاوت کی وجہ سے آپ کو شیوخِ بدر کی مجالس میں بٹھاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ "۔۔ابن عباس ایک پختہ عمر کا ذہن رکھنے والے نوجوان ہیں۔۔"۔

آنحضرتؐ کے لیے عقیدت اور علم کی عظمت کا جو احساس، عبداللہؓ ابن عباس کے دل میں تھا اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ اپنے ساتھی سے سنی ایک حدیث کے بارے میں استفسار کرنے رسول کریمؐ کے گھر پہنچے مگر دروازہ کھٹکھٹانا مناسب نہ سمجھا۔ انتظار میں بیٹھے رہے جب تک کہ آپؐ خود سے باہر تشریف نہ لے آئے۔ آنحضرتؐ نے محسوس کرلیا کہ عبداللہ بہت دیر سے ان کے انتظار میں دروازے پر بیٹھے ہیں تو فرمایا ''او عبداللہ! کیا بات ہے تم نے آواز دے کر مجھے کیوں نہ بلالیا''؟ آپ نے جواباً کہا "۔۔۔ میں آپ سے صرف ملنے نہیں آیا تھا بلکہ اِس وقت آپ سے ایک حدیث کے بارے میں دریافت کرنے آیا ہوں لہٰذا مجھے علم کے احترام میں یوں ہی انتظار کرنا چاہیے تھا۔۔"۔

عبداللہؓ ابن عباس، حضرت زیدؓ بن ثابت سے عمر میں بہت چھوٹے نہ تھے لیکن علمیت کے سبب ان کی بہت عزت کرتے تھے۔ ایک سفر میں آپ حضرت زیدؓ کے ساتھ ہوئے تو آپ ان سے نہایت خاکسرانہ لہجہ میں بات کرتے رہے، چلتے وقت ہمیشہ ان سے پیچھے رہے۔ اس بات کو حضرت زیدؓ نے محسوس کرلیا اور آپ سے کہا" اے ابن عباس، مجھے یوں شرمندہ نہ کرو"۔ آپ نے جواب دیا" ہم پر ایک عالم کا ایسا ہی احترام لازم ہے"۔ حضرت زیدؓ نے کہا اچھا اپنا ہاتھ لاؤ۔ ابن عباسؓ نے ہاتھ بڑھایا تو حضرت زیدؓ نے اسے محبت سے چوم لیا اور کہا" اور ہم پر اہلِ بیت سے محبت اسی طرح واجب ہے"۔

عبداللہؓ ابن عباس کا علم صرف آپ کی اپنی ذات تک محدود نہیں رہا بلکہ آپ ہمیشہ دوسروں تک اسے پھیلاتے رہے۔ آپ کے گھر پر کل وقت درس وتدریس کا سلسلہ جاری رہتا۔ آپ، قرآن سے متعلق ہر بات کا جواب دیتے اور شریعت کا مشکل سے مشکل مسئلہ بہت سہولت سے حل کردیا کرتے۔ آپ کی توضیحات مختصر، واضح اور منطقی ہوتیں۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ لوگ آپ کے گھر کو ایک جامعہ کا درجہ دیتے۔

ابن ابی شیبہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا کہ " ابن عباس کی شیریں بیانی اور حلاوت پر میرا بے اختیار دل چاہتا کہ ان کا سر چوم لوں"۔ ان کے ایک اور ہمعصر راوی کا بیان ہے کہ "۔۔۔ عبداللہ ابن عباس نے ایک مرتبہ حج کے موسم میں سورۃ النور کی تفسیر اس اچھوتے انداز سے بیان کی تھی کہ اس سے بہتر نہ میرے کانوں نے سنی، نہ میری آنکھوں نے دیکھی۔ اگر اس کو فارس وروم کے لوگ سن لیتے تو پھر ان کو اسلام قبول کرنے سے کوئی چیز نہ روک سکتی تھی۔۔۔"۔

رُشد وہدایت کے اس چمکتے ستارے کا سنہ 68AH/688AD میں دنیا سے انتقال ہوگیا۔ عبداللہؓ ابن عباس، طائف میں مدفون ہیں۔

Siddiqui Publications